بسم اللہ الرّحمٰن الرّحیم • امّا بعد، اپنے رب سے سوال کرو عافیت کا اور تم پر لازم ہے نرم خو ہونا اور باوقار ہونا اور بہت زیادہ پر سکون رہنا۔ اور یہ کہ ان تمام (گناہ اور معصیت کے کاموں) سے پرہیز کرنا اور پاک رہنا جن سے تم سے پہلے صالح افراد نے اپنے کو پاک رکھا۔ اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ اہل باطل سے مجاملہ [خوبصورتی کے ساتھ dealing] کرو اور ان کی طرف سے آنے والی ناگواری کو برداشت کرو اور (ان کے ساتھ) جھگڑے سے بچنا (بھی) ضروری ہے ان معاملات میں جو تمہارے اور ان کے درمیان ہیں۔ (اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ) جب تم ان کے ساتھ اٹھتے بیٹھتے اور مخلوط (intermix) ہوتے ہو اور گفتگو کا تبادلہ کرتے ہو (تو یہ سب) تقیہ کے ساتھ ہو جس کے باقی رکھنے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اپنے اور ان کے معاملات میں۔ [تقیہ سے مراد جھوٹ بولنا نہیں بلکہ اپنے رازوں کو غیر سے محفوظ رکھنا ہے۔ اس سے ملتی آیات قرآن میں بھی موجود ہیں جن میں اللہ نے مومنین کو حکم دیا ہے کہ اپنے راز کافروں سے share نہ کریں کیونکہ وہ اوپر سے دوست بنتے ہیں لیکن دل میں بغض رکھتے ہیں] اور جب تم (بتائے گئے طریقہ سے) ان کے درمیان move کروگے (تب بھی) وہ تمہیں اذیت اور تکلیف پہونچائیں گے اور تم ان کے چہروں سے ناگواری کو پہچان لو گے اور اگر اللہ ان (کے شر کو) تم سے دور نہ رکھے تو وہ تم پر مسلط ہو جائیں [they would overwhelm you] اور جو بغض اور دشمنی ان کے دلوں میں ہے وہ اس سے کہیں زیادہ ہے جو ان (کی زبان) سے ظاہر ہوتی ہے۔ [لیکن تمہیں اس صورت حال سے دل برداشتہ (disappoint, disheart) نہیں ہونا چاہئے کیونکہ] ظاہراً تمہاری اور ان کی مجالس ایک ہیں لیکن حقیقتاً تمہاری اور ان کی روحیں الگ ہیں۔ تمہارے درمیان کوئی قربت اور محبت کا رشتہ نہیں ہے۔ اللہ نے تمہیں حق (کی قبولیت اور اتباع) کے ذریعہ سے کرامت عطا کی ہے اور انہیں (تمہارے دشمنوں کو) اس لائق نہیں سمجھا ہے۔

اور تمہارے لئے لازم ہے کہ اپنے نفس کو کسی ایسی شے (چاہے وہ عمل ہو یا نظریہ) کے ہاتھ مت بیچ ڈالو جسے اللہ نے حرام قرار دیا ہے کیونکہ اس بارے میں شک نہیں ہے کہ جو شخص اس دنیا میں اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کے پیچھے جاتا ہے، قیامت میں اللہ اس کے اور جنت کی نعمتوں، لذتوں اور کرامتوں کے درمیان حائل ہو جائے گا ہمیشہ کے لئے۔ [Allah will come in between you and your Jannah] اور اس بات کا علم حاصل کر لو کہ سب سے برا نصیب اس کا ہے جو اللہ کی اطاعت کو چھوڑ کر اور اس کی معصیت کو اختیار کر کے کمایا جائے۔ پس اللہ نے دنیا کی لذتوں میں سے جن چیزوں کو حرام قرار دیا ہے، ان کا اختیار کرنا آخرت کی دائمی اور باقی نعمتوں اور لذتوں سے لوگوں کو کاٹ دیتا ہے [حرام لذتوں کو دنیا میں اختیار کرنے کی وجہ سے لوگ آخرت کی ہمیشہ رہنے والی لذتوں سے محروم ہو جاتے ہیں]۔ (ایسے حرام کی فصل کاشت کرنے والوں کے لئے) ویل (جہنم) ہے اور کتنا برا ان کا نصیب ہے اور کتنا خسارے والا ان کا سودا ہے اور کتنے برے حال میں وہ قیامت میں اپنے رب کے سامنے پیش ہوں گے۔ تم اللہ سے پناہ مانگو کہ کبھی بھی ان جیسا تمہارا حال نہ ہو اور تم کو اللہ ویسے بلا اور امتحان میں نہ ڈالے جیسے ان کو مبتلا کیا ہے۔ اور نہ ہمارے لئے قوت و طاقت ہے اور نہ تمہارے واسطے (کہ ہم ان مصیبتوں سے بچ سکیں) مگر اللہ کی مدد اور وسیلہ سے (ہی بچاؤ ممکن ہے)۔

پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو اور اپنی زبان کو تھام کر رکھو سوائے خیر (اور بھلائی) کے [یعنی زبان سے خیر اور اصلاح پیدا کرنے والی باتوں کے علاوہ کچھ اور برآمد نہ ہو] ۔ اور تم پر لازم ہے کہ اپنی زبان کو نہ پھسلنے دو کہ جھوٹی (اور من گھڑت) باتیں بنانا اور کسی پر بہتان لگانا (slandering) اور گناہ اور زیادتی کی باتوں میں اس سے لغزش سرزد ہو جائے۔ پس بے شک اگر تم اپنی زبان کو روکے رکھو گے (ان معاملات میں) جن سے اللہ نے کراہیت فرمائی ہے اور تم کو منع کیا ہے، تو یہ تمہارے لئے خیر ہے تمہارے رب کی بارگاہ میں بہ نسبت اس کے کہ تم سے زبان کی لغزشیں سرزد ہوتی رہیں ان مقامات پر جن سے اللہ نے کراہیت کا اظہار کیا ہے اور ان میں پڑنے سے ممانعت فرمائی ہے۔ (اگر زبان کی حفاظت نہ کی جائے تو) اللہ کی بارگاہ میں بندے کے لئے بربادی ہے اور اللہ کی جانب سے شدید ناپسندیدگی ہے جس کا ورثہ یوم قیامت میں بہرا، گونگا اور اندھا ہو کر محشور ہونا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے: صمّ" بکم" عمی" فھم لا یرجعون • لا یرجعون (معنی: وہ صحیح راہ کی طرف پلٹنے والے نہیں ہیں یعنی وہ موقع اور صلاحیت گم کر چکے ہیں کہ راہ راست پر واپس آ جائیں) یعنی لا ینطقون، وہ قیامت میں (اللہ کے سامنے) نہ بول سکیں گے اور نہ اپنا عذر پیش کر سکیں گے۔ اور تمہارے لئے بچنا لازم ہے کہ تم ان چیزوں پر سوار ہو جاؤ جن سے اللہ نے تمہیں روکا ہے اور تمہارے اوپر واجب ہے صمت (خاموشی) مگر ان معاملات میں جن میں اللہ نے تمہارے لئے دنیا اور آخرت کے امور میں فائدہ رکھا ہے اور یہ کہ کثرت سے تھلیل اور تقدیس اور تسبیح اور ثنائے الٰہی میں مشغول رہو اور اللہ کی بارگاہ میں تضرع (گریہ وزاری) کرتے رہو اور جو کچھ اللہ کے پاس خیر میں سے ہے اس میں رغبت پیدا کرو کیونکہ (جو خیر و برکت مومن کے لئے اللہ کے پاس ہے) اسکی مقدار اور گہرائیوں تک کسی اور کی قدرت اور فہم کی رسائی ممکن نہیں ہے۔ پس تم اپنی زبان کو ان (اذکار) میں مشغول رکھو تا کہ باطل اقوال سے (تمہاری زبان) دور رہے جن کے عقب میں ہمیشہ کی آگ ہے جس میں وہ شخص موت کے بعد داخل ہو گا جس نے اللہ کی بارگاہ میں توبہ نہ کی ہو اور (زبان کی غلط حرکتوں) سے دوری نہ اختیار کی ہو۔

اور تم پر لازم ہے دعا کیونکہ مسلمانوں کے لئے اپنی حاجات کو پورا کرنے اور اپنی ضروریات کو رب کی بارگاہ سے حاصل کرنے کے لئے دعا سے افضل کوئی وسیلہ نہیں ہے۔ [دعا کا طریقہ یہ ہے کہ] اس کی بارگاہ میں رغبت کرو اور اللہ کے لئے تضرع کرو اور جن چیزوں کی اللہ نے ترغیب (motivation) دلائی ہے ان میں رغبت پیدا کرو اور جن اشیاء کی طرف اللہ نے دعوت دی ہے ان کو قبول کرو تا کہ اللہ کے عذاب سے نجات پا کر فلاح کو حاصل کر لو۔ اے ناجی جماعت (ائمہؑ کے شیعہ وہ لوگ ہیں جو نجات کی راہ پر ہیں) اگر اللہ تمام کرے گا (ان نعمتوں کو) جو تمہیں عطا کی ہیں تو اس کا امر تمام نہیں ہو گا [یہ اس وقت تک نہیں ہوگا] جب تک کہ تمہیں بھی ان مقامات میں داخل نہ کر لے جن میں تم سے پہلے صالحین کو داخل کیا تھا اور جب تک تم کو تمہارے نفوس اور اموال کے ذریعہ سے بلا و آزمائش (کی بھٹی) سے نہ گذار لے اور جب تک تم اللہ کے دشمنوں کی طرف سے کثرت سے اذیت کو نہ سماعت کر لو، پس صبر کرو اور اپنی زندگی کو (ان کے شر کی وجہ سے) رُکنے اور ٹھہرنے سے بچا کے رکھو [life must not stall] چاہے وہ تمہارے طرف نفرت اور بغض کے کتنے ہی تیر کیوں نہ چلائیں۔ ان کی طرف سے آنے والی سختیوں کا تحمل کرو اور (اس صبر کے وسیلہ سے) اللہ کا وجہ [یعنی جہت الٰہی کی ہدایت اور اس پر قائم رہنے کی توفیق] اور دار آخرت (کی فلاح اور خوش بختی) کو طلب کرو۔

پس تم (اے ناجی جماعت) صبر کرو (دشمنانِ خدا کی طرف سے آنے والی اذیتوں پر) اور اس کا مصداق (affirmation) وہ سب ہے جو اللہ کی کتاب میں موجود ہے جسے جبرئیلؑ نے نازل کیا تمہارے نبی محمد ﷺ پر، (جس میں) تم سنتے ہو اللہ کا قول تمہارے نبی کے لئے: فاصبر کما صبر اولو العزم من الرُّسُل و لا تستعجل لهم (الاحقاف ۳۵) [ترجمہ: پس صبر کرو جیسا کہ اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا اور ان (دشمنوں) کے بارے میں جلدی نہ کرو ؛ یعنی انکا وقت آنے پر اللہ ان کا حساب بے باق کر دے گا] اور پھر اللہ کا قول کہ: و ان یکذّبوک فقد کُذِّبت رُسُل" من قبلک (فاطر ۴) [ترجمہ: اور اگر (اے محمد) تم کو جھٹلایا جا رہا ہے تو بے شک تم سے پہلے رسولوں کی بھی تکذیب کی گئی تھی] پس (تم بھی) صبر کرو جب تمہیں جھٹلایا جائے اور اذیت دی جائے کہ بے شک اللہ کے نبی ﷺ اور ان سے قبل پیغمبروں کو بھی جھٹلایا گیا، انہیں اذیتیں دی گئیں اس حق کی تکذیب کے ساتھ (جو وہ لے کر آئے تھے)۔ [یہاں واضح رہے کہ تلقین صبر کی ہو رہی ہے جس کا معنی استقامت اور مضبوطی کے ساتھ ہدف یا ultimate objective کی طرف بڑھتے رہنا ہے] پس اگر تم خوش اور مسرور ہو ان (دشمنانِ دین) کے بارے میں اللہ کے امر سے کہ ان کی خلقت کی بنیاد کفر ہے جو کہ پہلے سے علم خدا میں ہے اور جس کی نشانی اللہ نے اپنی کتاب میں بیان کر دی ہے کہ: و جعلنا منهم ائمّةً یدعون الی النّار (قصص:۴۱) [ترجمہ: اور ہم نے ان میں سے قرار دیے وہ امام جو آگ کی طرف دعوت دیتے ہیں]۔ [مومنین اور اهلبیتؑ کے شیعیان کے قلوب کو تسکین دینے کے لئے کافی ہے کہ اللہ کے دشمنوں کی بنیاد ہی نارِ جہنم ہے جس سے وہ کسی صورت بچ نہیں پائیں گے]

پس تم (سب) اس بارے میں تدبر کرو اور عقل سے کام لو اور اس طرف سے جاہل نہ رہو کیونکہ بے شک جو اس (حقیقت) سے اور اس سے مشابہ دوسرے امور سے جاہل رہا جن کو اللہ نے اپنی کتاب میں فرض قرار دیا ہے اور جن میں سے کچھ وہ ہیں جن کے کرنے کا حکم دیا اور کچھ وہ ہیں جن سے منع کیا اور روک دیا ہے؛ تو اس نے اللہ کے دین کو ترک کر دیا (disregarded religion of Allah) اور اللہ کی معصیت پر سوار ہو گیا پس اس نے اپنے اوپر اللہ کی ناراضگی کو واجب کر لیا جس کے نتیجہ میں اللہ اسے منہ کے بَل نارِ جہنم میں گرا دے گا۔ اور اے وہ جماعت جس پر رحم کیا گیا ہے اور جس کے واسطے فلاح ہے، بے شک اللہ نے تمہارے لئے تمام کیا ہے جو کچھ اس نے خیر میں سے تمہیں عطا کیا ہے [مومنین کو خیر و برکت کی تمامیت یعنی completion عطا ہوئی ہے نہ کہ خیر کے کچھ پہلو] اور اس بات کا علم حاصل کر لو کہ: نہ یہ اللہ کے علم میں ہے اور نہ ہی اس نے حکم دیا ہے کہ مخلوق میں سے کوئی بھی اللہ کے دین میں سے اخذ کرے (derive conclusions) اپنی خواہش یا رائے یا اندازے کے مطابق۔ بے شک اللہ نے قرآن نازل فرمایا جس میں تمام چیزوں کی تبیان (clear explanation) موجود ہے اور قرآن اور اس کی تعلیم کے لئے اہل افراد مقرر کئے۔ جو علمِ قرآن کے اہل ہیں ان کے لئے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ جو علم اللہ نے انہیں عطا کیا ہے اس میں سے اپنی ھویٰ اور رائے اور قیاس کی بنا پر اخذ کر لیں [جو حاملانِ علمِ قرآن ہیں وہ اپنی خواہش سے کلام نہیں کرتے ما ینطق عن الهوی] اللہ نے انہیں غنی (اور بلند) قرار دیا ہے (اس خطا و لغزش سے) اور اس علم کے ذریعہ سے ان کو مخصوص کیا ہے اور اس علم کو ان کی نگاہ میں کرامت والا بنایا ہے اور اس علم کی بنا پر اللہ نے انہیں کرامت سے نوازا ہے۔

(جن کو اللہ نے قرآن کا علم عطا کیا ہے) وہی اہل ذکر ہیں اور اللہ نے اس امت کو حکم دیا ہے کہ انہی سے سوال کریں اور وہی ہیں جن سے سوال کیا جانا چاہئے۔ اور یہ اللہ کے علم میں گذر چکا [اللہ ہر انسان کے بارے میں روز ازل سے عالم ہے کہ وہ اپنے اختیار سے کیسی زندگی گذارے گا] کہ یہ ہستیاں ایک دوسرے کی تصدیق کریں گی اور یہ حضرات ایک دوسرے کی راہ کی اتباع کریں گے [جو اہل ذکر اور حاملان علم قرآن ہیں وہ ایک دوسرے کے قول کی تصدیق کرتے ہیں اور اسی راہ کو طے کرتے ہیں جو ان سے ماقبل ہستی نے طے کی جیسا کہ ہر امامؑ اپنے زمانے میں اسی راہ پر چلے جو علمِ امیر المومنینؑ کا راستہ اور سنت تھی] اللہ نے انہیں رشد اور علم قرآن عطا کیا جس کے ذریعہ سے وہ باذن اللہ، اللہ کی طرف ہدایت کرتے اور حق کے تمام راستوں کی جانب رہنمائی فرماتے ہیں۔ اور وہ وہی ہیں جن سے منہ نہیں موڑتا اور جن سے سوال نہیں کرتا اور جن کے باکرامت علم سے استفادہ نہیں کرتا مگر وہ جو علم خدا میں شقی ہے۔ پس ایسے (بدبخت) افراد اہل ذکر سے سوال کرنے سے روگردانی کرتے ہیں (جب کہ اہل ذکر وہ ہیں) جن کو اللہ نے علم قرآن دیا اور اسے (یعنی قرآن کو) ان کی بارگاہ میں ٹھہرایا اور ان سے سوال کرنے کا حکم دیا۔ (یہ منکرین) وہ ہیں جو (قرآن) سے لیتے ہیں اپنی من مانی خواہشات، آراء اور اندازوں کے مطابق یہاں تک کہ شیطان ان میں داخل ہو جاتا ہے [جس جگہ باطل ہو، چاہے وہ کسی انسان کا قلب ہی کیوں نہ ہو، اس کا ولی شیطان ہے] (جس کے نتیجہ میں) وہ قرآنی علم کو بیان کرتے ہوئے مومن کو کافر اور ضالّین [معنی گمراہ] کو خدا کی بارگاہ میں مومنین قرار دینے لگتے ہیں [وہ جس طریقہ سے لوگوں کو قرآن بتاتے ہیں اس کے مطابق گمراہ اللہ کی نگاہ میں مومن قرار پاتا ہے اور مومن کافر بن جاتا ہے] اور یہاں تک کہ بہت سارے امور میں اللہ کے حلال کو حرام اور حرام کو حلال بنا دیتے ہیں۔ یہ سب ان کی خواہشات کا پھل ہے۔

اور یقیناً ان سے رسول اللہ ﷺ نے اپنی موت سے قبل عہد لیا تھا پھر انہوں نے رسول اللہ کے وصال کے بعد کہا کہ ہمارے لئے گنجائش ہے کہ ہم (قرآن) کو اخذ کرلیں (اس کے مطابق) جس پر لوگوں کی رائے کا اجتماع ہو گیا ہے جب کہ (رسول) نے ہمارے (اھلبیتؑ) بارے میں لوگوں سے عہد لیا تھا اور (اس عہد کی پابندی کرنے کا) حکم دیا تھا۔ (یہ سب) اللہ اور اس کے رسول کی مخالفت میں کیا گیا پس اس سے بڑھ کر اللہ پر جسارت اور اس سے کھلی گمراہی کا ارتکاب ممکن نہیں ہے کہ انہوں نے یہ زعم کرلیا کہ ان کے پاس اس قسم کی گنجائشیں موجود ہیں۔ اللہ کی قسم! بے شک مخلوق کے لئے لازم ہے کہ وہ اللہ کی اطاعت کریں اور اس کے حکم کی اتباع کریں حضرت محمد ﷺ کی زندگی میں بھی اور ان کی موت کے بعد بھی [یعنی خدائی احکامات رسول اللہ کی وفات کے بعد تبدیل نہیں ہو گئے] کیا یہ اللہ کے دشمن استطاعت رکھتے ہیں کہ آگے بڑھ کر کہہ سکیں کہ جس نے محمد ﷺ کی معیت میں اسلام قبول کیا ہے اسے یہ اختیار حاصل ہو گیا کہ وہ اپنی رائے اور قیاس سے ان (رسول) کے قول کو اخذ کرے [اپنی مرضی کا مطلب نکالے] اگر وہ جواب میں کہیں ہاں! تو بے شک انہوں نے اللہ پر جھوٹ باندھا اور وہ دور کی گمراہی میں چلے گئے [راہ حق سے بہت دور ہو گئے] اور اگر انہوں نے جواب میں کہا کہ ' نہیں! کسی کے لئے ممکن نہیں کہ وہ (قول خدا اور سول) کو اپنی رائے اور خواہش اور اندازے کے مطابق اخذ کرے' تو اس نے اپنے نفس پر حجت کے قائم ہونے کا اقرار کرلیا [کیونکہ وہ خود یہی کام کر رہے ہیں] اور یہ وہ لوگ ہیں جو زعم رکھتے ہیں (اور جن کو دعویٰ ہے) کہ اللہ ہی کی اطاعت ہونا چاہئے اور اسی کے امر کی اتباع ضروری ہے، رسولخدا کی وفات کے بعد۔ [اس دعویٰ کے بعد ان کا یہ حال ہے]

اور بے شک اللہ نے اعلان کر دیا اور اس کا قول حق ہے: وما محمد الّا رسول قد خلتْ منْ قبلِهِ الرُّسُل افائن مّات او قُتِلَ انقلبتم علی اعقابکم و من ینقلب علی عقبیه فلَنْ یّضُرَّ اللّٰهَ شیئاً و سیجزی اللهُ الشّاکرین (آل عمران ۱۴۴)

[ترجمہ: اور محمد ﷺ نہیں ہیں مگر ایک رسول جن سے پہلے بہت رسول گذر چکے۔ اگر ان کو موت آ جائے یا وہ قتل کر دیئے جائیں تو (کیا) تم اپنے پیچھے کی طرف پلٹ جاؤ گے؟ اور جو اپنے پیچھے [یعنی زمانہ جاہلیت کی اقدار] واپس چلا جائے گا تو وہ اللہ کو کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا اور عنقریب اللہ شاکرین [نعمت رسالت کا حق ادا کرنے والے مومنین] کو جزا عطا کرے گا۔] اور یہ (پیغام خدا) اس لئے تھا کہ وہ لوگ جان لیں کہ بے شک اللہ کی اطاعت اور اس کے امر کی اتباع کرنا ہے، حیاتِ محمد میں بھی اور اللہ کی جانب سے ان کے قبض روح کے بعد بھی۔ اور (اسی اصول کے مطابق) ان انسانوں کے لئے جو محمد ﷺ کی زندگی میں ان کے ساتھ تھے ہرگز جواز نہیں بنتا کہ وہ ان کے بعد امرِ محمد میں سے اپنی خواہش، رائے اور اندازے کے مطابق اخذ کر لیں جیسا کہ ان کی زندگی میں کسی کو ایسا کوئی حق حاصل نہیں تھا۔

اپنے ہاتھوں کو نماز میں بلند کرنا چھوڑ دو مگر نماز شروع کرتے وقت [تکبیرۃ الاحرام] کیونکہ لوگ اس بنا پر تمہاری تشہیر (publicity) کرتے ہیں (کہ تم شیعیان اهلبیتؑ میں سے ہو) اور اللہ ہی کی مدد تلاش کی جاتی ہے ولا حول ولا قوۃ الّا بالله [یہ حکم اس زمانے کے سخت حالات کی وجہ سے تھا] اور ان لوگوں میں سے ہو جاؤ جو کثرت سے اللہ سے دعا کرتے ہیں کیونکہ بے شک اللہ ان مومن بندوں سے محبت کرتا ہے جو اس سے دعا کرتے ہیں اور اللہ نے ان سے استجابت اور قبولیت کا وعدہ فرمایا ہے۔ اللہ مومنین کی دعا کو قیامت میں ایسے عمل میں بدل دے گا جو جنت میں زیادہ ہوتا رہے گا۔ [دعا و سوال ظاہرا قبول ہو یا نہیں، آخرت میں ایک ایسے عمل کی شکل میں مومن کو واپس کیا جائے گا جو بہشت کی ایک نعمت ہوگا اور جس کے حسن و جمال میں مسلسل اضافہ ہوتا رہے گا] پس کثرت سے اللہ کا ذکر کرو جتنی تمہاری استطاعت ہے [ذکر خدا کی کوئی limit نہیں ہے مگر بندے کی capacity] ہر ساعت میں، چاہے وہ رات کی گھڑی ہو یا دن کے اوقات؛ کیونکہ یقیناً اللہ نے کثرت سے اپنا ذکر کرنے کا حکم دیا ہے اور مومنین میں سے جو اللہ کا ذکر کرتا ہے تو اللہ اس کا ذاکر ہو جاتا ہے اور اس بات کو اچھے سے جان لو کہ اللہ مومن بندوں میں سے کسی کا ذکر نہیں کرتا مگر خیر کے ساتھ [اللہ کسی کو یاد نہیں کرتا مگر یہ کہ خیر و برکت اس کی زندگی میں داخل و نازل ہوتی ہے۔ کافر اور مشرک کو بھی اللہ curse نہیں کرتا اسے اس کے حال پر چھوڑ دیتا ہے، یہی لعنتِ خدا ہے۔ کافر کے اعمال ہی اس کو تباہ کرنے کے لئے کافی ہوتے ہیں]۔ پس اپنے نفوس میں سے اللہ کی بارگاہ میں عطیہ پیش کرو اس کی اطاعت میں کوشش کر کے کیونکہ اللہ خیر و بھلائی میں اپنی اطاعت سے بہتر کسی شے کو نہیں جانتا [اللہ کی نظر میں سب سے بڑھ کر اچھائی اس کی اطاعت ہے] اور ان محارم سے پہلو بچاؤ جن کو اللہ نے قرآن کے ظاہر اور باطن میں حرام قرار دیا ہے جیسا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا: و ذرو ظاهر الاثم و باطنه (الانعام ۱۲۰) [ترجمہ: اور ترک کرو ظاہر گناہ اور اس کا باطن] اور علم حاصل کر لو کہ جن چیزوں سے دور رہنے کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے ان کو حرام قرار دیا ہے۔ اور اتباع کرو رسول اللہ کے آثار کی اور ان کی سنتوں کی پیروی کرو۔ جو کچھ (سیرت و سنت پیغمبر) میں ملے اسے اخذ کر لو [adopt and implement in your life] اور اپنی خواہشات (اور من مانی) آراء کی اتباع مت کرو۔ اور جو شخص بھی یہ کام کرے وہی اللہ کی نظر میں سب سے زیادہ گمراہ ہے۔

اور جتنی تمہاری استطاعت ہے اس قدر اپنے نفس کے لئے حسنہ [نیکی، خیر، برکت] بھیجتے رہو کیونکہ تم جو بھی نیکی کرتے ہو اس کا فائدہ تمہارے نفس کو اور جو برائی انجام دیتے ہو اس کا وبال [نقصان، مصیبت، تکلیف] بھی تمہارے نفس پر ہی ہے۔ اور لوگوں کے ساتھ خوبصورتی سے میل ملاپ کرو لیکن انہیں اپنی گردن پر سوار نہ کرلو کہ (ایسا نہ ہو جائیکہ) تم لوگوں کو اپنے رب کی اطاعت کے ساتھ جمع کرلو [لوگوں کے ساتھ حسن سلوک ہونا چاہئے لیکن اس طرح نہیں کہ وہ ہماری ساری concentration لے جائیں اور لوگوں سے معاشرت کی وجہ سے اللہ کی اطاعت کے معاملات میں خرابی پیدا ہو جائے]۔ اور تمہارے لئے لازم ہے کہ اللہ کے دشمنوں پر سبّ وشتم [برا بھلا کہنا، نازیبا الفاظ منہ سے نکالنا، abuse, insult] مت کرو کہ جب وہ (دشمنان) تمہاری باتیں سنیں گے تو وہ جاہلوں کے طریقہ سے اللہ پر سبّ کرنا شروع ہو جائیں گے اور ضروری ہے کہ تم کو پتہ ہو کہ اللہ کو برا کہنے پر حد (سزا) کیا ہے؟ بے شک جس نے اولیاء الٰہی کو برا کہا اس نے اللہ کی توہین کی اور اللہ اور اس کے اولیاء کی بے حرمتی کرنے والے خدا کی بارگاہ میں سب سے بڑھ کر ظالم ہیں پس اس کام سے باز رہو، بچ کر رہو اور امر الٰہی [حکم خدا] کی اتباع کرو ولا حول ولا قوۃ الّا باللہ۔

اے وہ جماعت جن کے امور کا اللہ حافظ ہے؛ اللہ نے تم کو حکم دیا ہے کہ آثار رسول اللہ ﷺ اور ان کی سنتوں سے جڑے رہو اور ہدایت کرنے والے ائمہؑ کے آثار اور سنتوں سے (جدا نہ ہو) جو رسول کے بعد ان کے اہل بیت میں سے ہیں۔ پس جس نے اس طریقہ سے (اپنے دین کو) اخذ کیا وہ یقیناً ہدایت یافتہ ہو گیا اور جس نے اس (راہ) کو ترک کر دیا اور اس (راستے) سے منہ موڑ لیا وہ گمراہ ہو گیا کیونکہ یہی (ہستیاں) وہ ہیں جن کی اطاعت وولایت کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور ہمارے پدر بزرگوار رسول اللہ نے فرمایا: اس عمل پر، خواہ قلیل ہی کیوں نہ ہو، مداومت [continuity, perseverance] کرنا جو (رسول واہل بیت) کے آثار اور سُنن کی اتباع میں ہو؛ اللہ کو زیادہ راضی کرتا اور عاقبت میں منافع کا سبب بنتا ہے بہ نسبت بدع [fabrications، دین میں نئی چیزیں پیدا کرنا] اور خواہشات کی پیروی میں بہت زیادہ کوشش کرنے سے [انسان معصومؑ کی سنت کے مطابق تھوڑا سا عمل کرے وہ بہت بہتر ہے اس محنت اور مشقت سے جو وہ اپنی مرضی اور پسند سے کام کرنے میں لگائے]۔ آگاہ اور ہوشیار رہو کہ بے شک اللہ کی ہدایت کو چھوڑ کر خواہشات اور بدع کی پیروی، گمراہی ہے اور ہر گمراہی بدعت [یعنی دین کی شکل وصورت ہی کو من گھڑت سنتوں اور طریقوں کے ذریعہ سے تبدیل کر دینا] ہے اور ہر بدعت کا ٹھکانہ آگ ہے۔ اور بارگہ الٰہی میں موجود خیر میں سے کسی شے کو نہیں پایا جاسکتا مگر اللہ کی اطاعت اور صبر اور رضا سے [بندہ جب تک اللہ کی اطاعت کی سختیوں پر صبر نہ کرے اور مشیت الٰہی پر راضی نہ رہے، اسے وہ خیر وبرکت نصیب نہیں ہوسکتی جو مومنین کے لئے اللہ کے پاس ہے] کہ بے شک صبر ورضا، اللہ کی اطاعت میں سے ہے [صفاتِ صبر ورضا کے بغیر اطاعت الٰہی ممکن نہیں ہے]۔

اور اس بات کا علم حاصل کرلو کہ اللہ کے بندوں میں سے کوئی بندہ ایمان نہیں لاتا جب تک وہ اپنے بارے میں اللہ کی صنعت ومنصوبہ [scheme, plan] سے راضی نہ ہو جائے اور اسی کے مطابق (اپنی زندگی بنائے) چاہے اس میں محبوب (معاملات) سامنے آئیں یا تکلیف دہ۔ اور اللہ اس کے لئے، جو اللہ کی بارگاہ میں صبر ورضا کے ساتھ رہے، ہرگز منصوبہ بندی نہیں کرتا مگر جس کا وہ (بندہ، یہاں معنی اللہ بھی ہوسکتا ہے) اہل ہو اور وہ ہمیشہ خیر ہوتا ہے (چاہے بندہ کو ظاہراً) محبوب لگے یا مکروہ [unpleasant]۔

اورتم پرلازم ہے صلواۃ (نماز) پرمحافظت کرنا[نماز کے ظاہری اور باطنی آداب کالحاظ رکھنا اوران کوضائع ہونے سے بچانا] اور(خاص طورسے)صلواۃ وسطیٰ [درمیان والی نماز جس سے مرادنماز ظہر ہے] اوراللہ کے لئے قیام کروقانت[تسلیم و خاشع] ہوکرجیسا کہ اللہ نے تم سے پہلے مومنین کواپنی کتاب میں حکم دیا ہے۔اورتم پرلازم ہے مسلمانوں میں مساکین سے محبت کرنا کیونکہ بے شک جس نے ان کو حقیر جانا اوران کے سامنے تکبر کا مظاہرہ کیا وہ بے شک اللہ کے دین سے زائل ہوگیا [slipped out of the religion of Allah] اوراللہ اس کوحقیر کردے گا اوراسے اللہ کی ناراضی کا سامنا کرنا پڑے گا۔ہمارے پدررسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے رب نے مجھے حکم دیا ہے مسلمانوں میں مساکین سے محبت کرنے کا اورجان لوکہ جس نے مسلمانوں میں سے کسی ایک کی بھی تحقیر کی وہ اللہ کے ساتھ اس حال میں ملاقات کرے گا کہ اللہ کی ناراضگی اس پرمسلط ہوگی اور(دنیاوآخرت میں)وہ لوگوں کی نظروں میں ناپسندیدہ اور مبغوض ہوجائے گا اورسمجھ لوکہ اللہ کی ناراضگی (کا برداشت کرنا) یقیناً سخت ترین ہے۔ پس اللہ سے ڈرواپنے مسلمان بھائیوں کے بارے میں؛ کیونکہ ان کا تم پرحق ہے کہ تم ان سے محبت کروجیسے کہ اللہ نے اپنے رسول کوحکم دیا ان سے محبت کرنے کا۔پس جواس سے محبت نہ کرے جس کی محبت کا اللہ نے حکم دیا ہے اس نے بلاشبہ اللہ اوراس کے رسول کی معصیت کی جس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کی موت غاوین کی موت ہوگی[یعنی وہ بے ہدف اورگمراہ اس دنیا سے جائے گا]۔ اورتمہارے لئے بڑائی اور کِبر (تکبر) سے بچنااوردوررہنا لازمی ہے کیونکہ کبریائی اللہ عزوجل کی ردا [چادر] ہےاور جواللہ سے اسکی ردا کے بارے میں تنازعہ [جھگڑا] کرے اللہ روزقیامت اس سے مخاصمہ کرے گا[وہ اللہ کواپنے مقابل پائے گا اس حال میں کہ اللہ اس سے سوال کرے گا کہ تم نے میری چیز کو چھیننے کی کوشش کیوں کی] اور(پھر خدااسے) ذلیل ورسوا کردے گا۔ اورتمہارے لئے ضروری ہے ہوشیاررہنا کہ کہیں تم ایک دوسرے پرزیادتی نہ کربیٹھو [beware of doing injustices over one another]کیونکہ ایسا کرنا صالحین کے خصائل[صفات وعادات] میں شامل نہیں ہے۔ بے شک جس نے (کسی دوسرے مسلمان)پرزیادتی کی اللہ اس کی بغاوت کوخودزیادتی کرنے والے کے نفس کی طرف پلٹا دیتا ہے اوراپنی نصرت[help] کواس کی جانب بھیجتا ہے جس کے ساتھ زیادتی وناانصافی کی گئی اورجس کی اللہ نصرت کرے وہی غالب ہے اور کامیابی وکامرانی اللہ کی طرف سے ہے۔ اورتم پرلازم ہے کہ ایک دوسرے سے حسد نہ کروکیونکہ کفرکی اصل [root] حسد ہے۔اور تمہارے لئے ضروری ہے کہ ہوشیاررہوکہ کہیں تم کسی مظلوم مسلمان کی خلاف (ظالم کے) مددگارنہ بن جاؤ کیونکہ وہ تمہارے خلاف اللہ سے دعا کرے گا اوراس(مظلوم) کی (بد)دعا اللہ تمہارے بارے میں قبول کرلے گا۔ ہمارے پدررسول اللہ اکثرفرماتے تھے: بے شک مظلوم مسلمان کی دعامستجاب ہے۔ پس ایک دوسرے کے مددگاراورمعاون بنوجیسا کہ رسول اللہ کہتے رہتے تھے: یقیناً مسلمان کی اعانت (مددکرنا) خیر ہےاوراس کا اجرایک مہینہ کے(مستحب)روزہ اورمسجدحرام میں اعتکاف کرنے سے بڑھ کرہے۔ اورخبرداررہنا کہ کہیں تم اپنے کسی مسلمان بھائی کے لئے سختی اوردشواری بڑھانے کا ذریعہ نہ بن جاؤ اگروہ تمہارا مقروض ہے لیکن تنگی کا شکار ہے کہ بے شک ہمارے جدرسول اللہ ہدایت فرماتے رہتے تھے: ایک مسلمان ہرگز دوسرے مسلمان کوسختی میں نہیں ڈالتا اورجوسختی میں مبتلا کی دیکھ بھال [کفالت] کرے اسے اللہ اپنے سایہ میں پناہ دے گا اس یوم میں جب اللہ کے سائبان کے علاوہ کوئی (پناہ دینے والا) سایہ نہ ہوگا۔

اوراے وہ جماعت جس پر رحم کیا گیا اور دوسروں کے مقابلے میں فضیلت عطا کی گئی، تمہارے لئے ضروری ہے کہ تم اللہ کے وہ حقوق جو تمہارے سامنے ہیں [اطاعت، معصیت سے بچنا اور عبادات کا انجام دینا] ان کو (ہرگز) روکنے والے مت بننا [حقوق اللہ کی ادائیگی میں کوتاہی مت کرنا] کہ ان کو ایک دن سے دوسرے روز اور ایک ساعت سے دوسری ساعت میں ٹالتے رہو کیونکہ بے شک جو اللہ کے حقوق ادا کرنے میں جلدی [efficiency & promptness] کا مظاہرہ کرتا ہے تو اللہ سب سے زیادہ قدرت رکھتا ہے کہ ایسے بندے کے لئے دنیا اور آخرت کی خیر میں عجلت کرے اور (اجر وثواب میں) بے تحاشا اضافہ کردے اور جو اللہ کے حقوق کی ادائیگی میں تاخیر [delay and laziness] سے کام لیتا ہے تو (جان لے) کہ اللہ کے پاس (کامل) قدرت ہے کہ اس کے رزق کو حبس [روکنا، block] کردے اور جب اللہ رزق کو روک دے تو پھر وہ بندہ اپنے نفس کے لئے رزق فراہم نہیں کرسکتا! پس اللہ کی جانب اس کا حق ادا کرو، جس نے تم کو رزق عطا کیا، وہ تمہارے لئے اس کے بقیہ کو پاک اور طیب کرے گا [جو زندگی تمہاری باقی ہے اس میں تمہارے لئے پاک اور طیب رزق کی فراہمی کو یقینی بنائے گا] اور جن (نعمتوں) کا تم سے وعدہ کیا ہے ان کو پورا کرے گا اور تمہارے لئے کثرت سے ان میں اضافہ فرمائے گا۔ (وہ کثیر نعمتیں کیا ہیں؟) ان کی گنتی اور حقیقت کا علم کوئی نہیں رکھتا مگر اللہ جو عالمین کا رب ہے۔

اوراے جماعت (مومنین) اللہ سے ڈرتے رہو جتنی تمہاری استطاعت ہے کہ (کہیں تم اپنے) امامؑ کے لئے حَرَج [تنگی، سختی اور پریشانی] کا باعث مت بن جاؤ کہ یقیناً امامؑ کے لئے باعث حرج وہ (شخص) ہے جو سعی کرتا ہے [کوشش اور فکر میں لگا رہتا ہے] کہ امام کی اتباع کرنے والے اہل صلاح کے ساتھ، جو امامؑ کی فضیلت کے سامنے تسلیم ہیں، ان کا حق ادا کرنے میں صبر کرتے ہیں اور امامؑ کی حرمت کی معرفت رکھتے ہیں؛ بدسلوکی اور بدگوئی کرے۔ اور علم حاصل کرلو کہ جو امامؑ کی بارگاہ میں اس حد تک گر جائے [اہل حق کو پہچاننے کی صلاحیت سے محروم ہوجائے] پس وہی سب سے زیادہ امامؑ کے لئے تنگی اور سختی کا پیدا کرنے والا ہے یہاں تک وہ مسلمین میں سے اہل صلاح جو امامؑ کا حق ادا کرنے میں صابرین ہیں اور ان کے حق کی معرفت رکھتے ہیں؛ پر لعنت کرنے لگے (لیکن) امامؑ کی برکت سے (مومنین واقعی پر کی جانے والی لعنت) اللہ کی رحمت میں تبدیل ہوجاتی ہے۔ [اپنے دور میں ائمہؑ نے منتخب با بصیرت مومنین کو مخصوص ذمہ داریاں سونپ رکھی تھیں جو کارِ امامت کو مضبوط و محکم کرنے کے لئے لازمی تھیں۔ یہ امامؑ کے وہ اقدامات اور منصوبہ بندی تھی جس کی بنا پر اتنی رکاوٹوں اور دشمنی کے باوجود دین خدا ہم تک باسلامت پہونچ گیا۔ لیکن جو عام اور عادی شیعہ یا مسلمان تھے، وہ ان مخصوص مومنین کو تنقید کی نظر سے دیکھتے تھے کیونکہ ان کے افعال اور طریقے عوام کی سمجھ میں نہیں آتے تھے۔ پس کبھی وہ آ کر ان کی شکایتیں امامؑ سے لگاتے اور کبھی ان پر لعن طعن کرتے جو امامؑ کے لئے تنگی اور دشواری کا سبب بنتا تھا۔ یہی سلوک ہے جو موجودہ دور میں عرفا اور حکما کے ساتھ کیا گیا]

اور علم حاصل کرلو اے گروہ (شیعہ) کہ صالحین کے بارے میں اللہ کی سنت جاری (اور قائم) ہوچکی ہے اور جو اس بات سے مسرور ہو کہ اللہ سے حقیقی مومن کی حالت میں ملاقات کرے اسے چاہئے کہ اللہ، رسول اور مومنین سے تولّا (رشتہ محبت وولایت) قائم کرے اور اللہ کی خاطر ان کے دشمنوں سے تبرّا (دوری اور بیزاری) کرے اور جس حد تک اس کی سکت ہے ان کے فضل (فضیلت) کو تسلیم کرے کیونکہ ان کے فضائل تک نہ ملک مقرب کی رسائی ہے اور نہ نبی مرسل کی پہونچ اور نہ ہی ان کے علاوہ کوئی اور۔

کیا تم نے نہیں سنا کہ اللہ نے ائمہ ھدیٰ کی پیروی کرنے والے مومنین کے بارے میں کیا فرمایا ہے: اولئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین و الصدیقین و الشھداء و الصالحین و حسن اولئک رفیقا (نساء ۶۹)[ترجمہ: اور وہ (مومنین) ان کی معیت میں ہیں جن پر اللہ نے انعام کیا، انبیاء، صدیقین، شھدا اور صالحین میں سے اور وہ (انعمت علیھم) بہترین رفیق (ساتھی، companion) ہیں۔] یہ مومنین کے فضائل کی ایک جہت ہے تو پھر ائمہ کے فضائل کی کیا کیفیت ہوگی؟ اور جو (مومن) اس بات سے مسرور (خوش اور شادمان) ہوتا ہے کہ اللہ اس کے ایمان کو تمام (complete in all respects & aspects) کردے یہاں تک کہ وہ حقیقی اور سچے مومن ہو جائیں تو اسے اللہ کا ایسا تقویٰ اختیار کرنا چاہیئے جن شرائط کے ساتھ اللہ نے مومنین پر تقویٰ کو (لازم) قرار دیا ہے۔ پس اللہ نے اپنی، اپنے رسول ﷺ اور ائمہؑ کی ولایت کے ساتھ مومن کو مشروط کیا ہے کہ وہ صلواۃ قائم کریں، زکواۃ ادا کریں، اللہ کو قرض حسنہ دیتے رہیں، اور ظاہر اور چھپے ہوئے فواحش [obscenity, vulgarity] سے اجتناب کریں اور (جان لو کہ) اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں کی پوری تفسیر اسی ایک جملہ میں موجود ہے [مزید حوالہ: آیت ۳۳ سورہ اعراف]۔ پس وہ (مومن) جو اپنے اور اللہ کے مابین، اللہ کے لئے مخلص ہو کر، اپنے دین کو قائم کرے اور اپنے نفس کو اجازت نہ دے کہ وہ ان (شرائط) میں سے ایک چیز بھی ترک کرے پس وہی اللہ کے نزدیک ایسا حزب (party, community) ہیں جو غالب ہیں اور وہی حقیقی مومنین ہیں۔

اور تمہارے لئے لازم ہے کہ تم ان میں سے کسی شے پر اصرار نہ کرو جس کو اللہ نے قرآن کے ظاہر و باطن میں حرام قرار دیا ہے اور خدائے تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے: و لم یصرّو علی ما فعلو و ھم یعلمون (آل عمران ۱۳۵) [ترجمہ: اور وہ اصرار نہیں کرتے ان کاموں (غلطیوں) پر جو ان سے سرزد ہوگئی ہیں جب کہ وہ ان کا علم رکھتے ہیں [اپنی غلطیوں اور خطاؤں پر نادم ہوتے ہیں، ان کو زبردستی justify کرنے کی کوشش نہیں کرتے اور مسلسل اپنے اعمال میں بہتری لانے کی سعی کرتے ہیں۔]] یعنی تم سے پہلے کے مومنین سے جب ان شرائط (جو بیان کی گئیں) کی پابندی میں کوتاہی ہوئی تو انہوں نے سمجھ لیا کہ وہ اللہ کے حضور معصیت کے مرتکب ہوئے ہیں پس انہوں نے (فوراً) استغفار کیا اور اس ترک (کی غلطی) کو نہیں دوہرایا (never repeated those mistakes) اور یہی اس قول (آل عمران ۱۳۵) کا معنی ہے۔ اور جان لو کہ اللہ نے (عمل اور ایمان میں سے) جن کا امر کیا ہے اور جن سے روکا ہے وہ اس لئے ہے کہ امر الٰہی کی اتباع کی جائے اور نہی الٰہی سے دور رہا جائے [یعنی یہ فقط الفاظ یا کتابی قوانین نہیں ہیں کہ جیسے دل چاہا ان پر عمل کیا] پس جو امر الٰہی کی (کما حقہ) اتباع کرتا ہے وہ اللہ کی بارگاہ میں موجود تمام خیر و بھلائی کو درک کر لیتا [پالیتا] ہے اور جو اللہ کے منع کردہ امور سے اپنے کو نہیں روکتا وہی اللہ کی معصیت کا مرتکب ہوتا ہے اور اگر وہ اسی معصیت والی حالت میں موت تک پہونچ گیا تو اللہ اس کو منہ کے بل آگ میں گرا دے گا۔ اور علم حاصل کرلو [comprehend it well] کہ بے شک اللہ اور کسی بھی مخلوق؛ چاہے وہ مَلَکِ مقرب ہو یا نبی مرسل یا اس سے نیچے کی کوئی مخلوق؛ کے مابین کوئی ارتباط نہیں مگر اس (اللہ) کی اطاعت۔ [جو بھی تعلق خالق و مخلوق کے مابین ہے اس کی نوعیت اور معیار کا دارومدار اس حقیقت پر ہے کہ مخلوق اللہ کی اطاعت کی کس منزلت پر ہے۔ دوسرے الفاظ میں ہر مخلوق کی بارگہہ خداوندی میں قدر و قیمت اس کی بندگی کے معیار پر منحصر ہے پس محمد و آل محمد ﷺ سے بڑھ کر اللہ کا کوئی عبد نہیں ہے]

پس تم اجتہاد [بھرپور کوشش] کرو اللہ کی اطاعت میں اگر تم اس بات پر خوش ہو کہ تم حقیقی مومنین میں شمار ہو و لا قوة الّا باللہ۔ اور تم پر اپنے رب کی اطاعت واجب ہے جتنی کہ تمہاری استطاعت ہے۔ اور علم حاصل کر لو کہ اسلام (حق کے سامنے) تسلیم ہونے کا نام ہے اور یہ تسلیم ہی دراصل اسلام ہے پس جو تسلیم نہ ہوا اس کے لئے کوئی اسلام نہیں ہے۔ [انسان جب تک اپنی فکر و عمل کو اللہ کی مرضی کے آگے نہ جھکا دے وہ اسلام کی نعمت سے بہرہ مند نہیں ہوتا] اور جو اس بات سے خوشی محسوس کرتا ہے کہ اپنے نفس کو احسان تک پہونچا دے پس اللہ کی اطاعت پر قائم ہو جائے۔ اور تمہارے لئے لازمی ہے کہ تم اللہ کی معصیت پر سوار نہ ہو جاؤ [معصیت خدا تمہاری زندگی کی driving force نہ بن جائے] اور جس نے معصیت کو اپنی سواری بنا لیا اس نے اپنے نفس کو برائی میں آگے بڑھایا اور برائی اور احسان میں کوئی رشتہ نہیں ہے۔ جو صاحبان احسان ہیں انکے لئے ان کے رب کی بارگاہ میں بہشت ہے اور جو صاحبان اساءۃ (برائی) ہیں ان کا ٹھکانہ آگ ہے پس اللہ کی اطاعت پر عمل کرو اور اس کی معصیت سے پہلو اور دامن بچا کے رکھو اور (خوب) جان لو کہ کوئی بھی (بندے کو) اللہ سے بے نیاز نہیں کر سکتا (چاہے) وہ ملک مقرب ہو یا نبی مرسل یا کوئی اور مخلوق۔ [اللہ اور بندے کا تعلق ذاتی اور original ہے جس کے درمیان میں کوئی اور موجود نہیں ہے] پس جو چاہتا ہے کہ شفاعت کرنے والوں کی شفاعت اس کے لئے سودمند [beneficial] ثابت ہوا سے اللہ کی رضا کا طلب گار ہونا چاہئے اور اس حقیقت کا بھی علم حاصل کر لو کہ اللہ راضی نہیں ہوتا مگر اپنی، اپنے رسول کی اور آل محمد میں سے اولاۃ امر کی اطاعت کے ذریعہ سے جن کی معصیت اللہ کی معصیت ہے۔ ان کے فضل وفضیلت کے منکر نہ ہونا کیونکہ انکارِ فضیلتِ (ولی خدا) وہی تکذیب [جھٹلانا، denial] ہے اور جو مکذبین ہیں وہی منافقین ہیں اور منافقین کے بارے میں قول خدا یہ ہے کہ: انّ المنافقین فی الدّرْکِ الاَسْفَلِ من النّار و لَنْ تجدَ لھم نصیرا ۰ (نساء ۱۴۵) [ترجمہ: اور بے شک منافقین آگ کے سب سے نچلے طبقے میں ہیں اور تم ہرگز ان کے لئے کوئی مددگار نہ پاؤ گے] اور تمہارے لئے، جن کے قلوب پر اللہ نے اپنی اطاعت و خشیت کو لازم قرار دیا ہے (جائز نہیں ہے) کہ ان سے خشیت کریں [ان کا رعب اور خوف اپنے او پر طاری ہونے دیں] جن کو اللہ نے حق کی صفات سے خارج کر دیا ہے اور اس کا اہل نہیں قرار دیا [ان کی بدکرداری اور نفوس کی ناپاکی کی بنا پر انہیں حق کے دائرہ سے باہر نکال دیا ہے جس کے نتیجہ میں ان میں اہل حق کی صفات نہیں پائی جاتیں] وہی شیاطین انس وجنّ ہیں۔ اور بے شک انسانوں میں سے جو شیاطین ہیں وہ ایک دوسرے کی طرف حیلہ و مکر اور وسواس اور دھوکہ کے تیر چلاتے رہتے ہیں (اور ان کی پوری کوشش ہوتی ہے کہ) اہل حق کو ایسے ہتھکنڈوں سے ان کرامتوں سے محروم کر دیں جو دین کی طرف نظر کرنے [دین کی اتباع کرنے کی وجہ سے] سے انہیں حاصل ہوئی ہیں (جب کہ) خدا نے شیاطین کو ان سے دور رکھا ہے اور ان نعمتوں کا اہل نہیں جانا۔ ان شیاطین کا ارادہ یہی ہے کہ اللہ کے دشمن اور اہل حق شک اور انکار اور تکذیب میں ایک دوسرے کے شریک ہو جائیں اور بالآخر ایک دوسرے کے برابر ہو جائیں [دین اور فرامین خداوندی کی اطاعت کی وجہ سے اہل حق کو جو فضیلت حاصل تھی وہ ضائع ہو جائے اور اللہ کی بارگاہ میں ان میں اور شیاطین مین کوئی فرق نہ رہے، نعوذ باللہ من ذالک] جیسا کہ اللہ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے: وَدّو لو تکفرون کما کفرو فتکونون سَوآء (نساء۸۸) [ترجمہ: اور ان کی دلی چاہت یہ ہے کہ تم بھی ویسے ہی کفر (انکار) کرو جیسا کہ یہ کرتے ہیں تا کہ تم سب برابر (ایک درجہ پر) ہو جاؤ]۔

اوراللہ نے ان لوگوں کوجن کی حق کے ذریعہ سے نصرت کی ہے، منع فرمایاہے کہ وہ اللہ کے دشمنوں کوولی ونصیر کی حیثیت سے اتّخاذ کریں [take them as their helpers or guardians]۔ پس وہ (دشمنان خدا) تمہیں بہکا نہ دیں اور تمہیں الٹے قدموں (باطل کی طرف پلٹنے) پر آمادہ نہ کردیں کہ تم حق کی نصرت سے دور ہوجاؤ، جس کے ساتھ اللہ نے تمہیں مخصوص کیا ہے [اہل حق کی بنیادی صفت یہ ہے کہ وہ نظام حق کو مضبوط کرنے والے اور اہل حق کے ناصر ومددگار ہوتے ہیں] تمہارے معاملات میں شیاطینِ انس مکر اور حیلہ کے تیر چلاتے رہتے ہیں؛ تم ان کی (پھیلائی ہوئی) برائیوں کو اپنے اور ان کے درمیان حسنہ (اچھائی، خیر اور نیکی) قائم کرکے دفع کرو [برائی کو اچھائی سے دفع کرنے کی نصیحت قرآن میں بھی ہے (سورہ ۴۱ آیت ۳۴) لیکن اس پر عمل کرنا بہت مشکل ہے] اور اس (سخت) عمل کے ذریعہ سے اپنے رب کے وَجْه [ہدایت وتقرب] کے طلبگار بنو۔ اور ان لوگوں (اہل باطل) میں کوئی خیر نہیں (تمہارے واسطے) پس جائز نہیں کہ تم اللہ کے دین کے اصول ان کے سامنے ظاہر کرو کیونکہ وہ جب تم سے ان (اصول ومعارف) کو سنیں گے تو تم سے دشمنی کریں گے، تمہاری طرف (برائی کا) ہاتھ بڑھائیں گے اور کوشش کریں گے کہ تم کو ہلاک کرڈالیں۔ وہ جب بھی تمہارے سامنے آئیں گے تو کراہیت کے ساتھ اور فُجّار کی حکومت [جس میں دین خدا کی حدود کو توڑا جائے] میں تمہیں ہرگز انصاف نہ ملنے دیں گے [یعنی فاجر و فاسق حکمراں بھی تمہارے خلاف تمہارے دشمنوں کا ہی ساتھ دیں گے] پس اپنی منزلت [مقام وحیثیت] کی معرفت حاصل کرو جو تمہارے اور اہل باطل کے مابین ہے کیونکہ اہل حق کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے نفوس کو اہل باطل کے معیار پر دیکھنا شروع کردیں (سمجھ لو) کہ اللہ نے ہرگز اہل حق کو اہل باطل کے ساتھ یکجا نہیں کیا ہے۔ کیا تم نے قول خدا نہیں سنا: أم نجعل الّذین آمنو و عملو الصّلحٰتِ کالمفسدین فی الارض أمْ نجعلُ المتّقین کالفُجّار (ص ۲۶) [ترجمہ: کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور صالح اعمال انجام دئے زمین میں فساد پھیلانے والوں کے برابر قرار دے دیں گے؟ کیا ہم متقین کو فاجروں کی مانند رکھیں گے؟] تم اہل باطل کے مقابلے میں اپنے نفوس کی کرامت کو پہچانو اور اللہ تبارک وتعالی۔ و له المثلُ الاعلیٰ. اور اپنے امام اور اپنے دین کو اہل باطل کے ساتھ نہ ملاؤ کہ پھر اللہ کا غضب اور ہلاکت تمہارا مقدر بن جائے [دشمنان دین کی یلغار اور فتنوں کے مقابلے میں مومنین کو بہت سمجھداری سے کام لینے کی ضرورت ہے کہ کہیں دشمنوں کے دباؤ میں آکر دین کی اقدار خراب نہ ہوجائیں] پس دھیمے دھیمے اے اھل صلاح [یعنی سکون اور استقامت کے ساتھ معاملات کو لے کر چلو اور حالات کا سمجھداری سے مقابلہ کرو] اللہ کے امر کو ترک نہ کرنا اور جو تمہیں حکم دیا ہے اس پر قائم رہنا ورنہ اللہ تمہیں عطا کردہ نعمتوں کو بدل دے گا [تم ان نعمتوں سے محروم ہوجاؤ گے]۔ اللہ کی خاطر ان سے محبت کرو جن میں وہ اوصاف پائے جاتے ہیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور ان لوگوں سے بغض رکھو جو ان صفات کے مخالف ہیں اور اپنے جیسوں (مومنین) کے ساتھ مودّت قائم کرو، ان کو نصیحت کرو (لیکن) جو تمہاری صفات سے منہ موڑیں اور تم سے دشمنی رکھیں اور تمہارے خلاف خرابیاں لے کر آئیں، ان پر اس مودت کی investment مت کرو۔ یہ ہمارا ادب اور دستور ہے جو اللہ کا ادب ہے، اس کو اخذ کرو اور اس کی سمجھ پیدا کرو اور اس بارے میں عقل سے کام لو اور اس (دستور اور روش کو) اپنی پیٹھ کے پیچھے نہ پھینک دو [don't ignore] جو کچھ تمہاری ہدایت کے موافق ہے اس کو اختیار کرلو اور جو کچھ تمہاری ہوا وہوس کے مطابق ہے اسے دور رکھو۔

اورتم پر لازم ہے کہ اللہ کے بالمقابل بڑائی کا مظاہرہ نہ کرو۔ جوایسا کرتا ہے وہ (درحقیقت) اللہ کے دین سے اپنے آپ کو بزرگ خیال کرنے لگتا ہے[بعض اوقات مسلمانوں میں کچھ لوگ ایسے پیدا ہوجاتے ہیں جو اپنی سمجھ بوجھ کو دین کی تعلیمات سے بہتر سمجھنے لگتے ہیں] پس اللہ کے لئے مستقیم [اللہ اور رسول کی ولایت واطاعت پر قائم رہو] رہو اور اپنے پچھلے قدموں پر نہ لوٹ جاؤ کہ پھر تم خاسرین میں سے ہو جاؤ گے۔ بے شک وہ بندہ جو اپنی اصلِ خلقت میں مومن خلق ہوا ہے، اس وقت تک موت سے ملاقات نہیں کرتا جب تک اللہ اس کے لئے شرک اور شَرْ کو مکروہ قرار دے کر ان دونوں (نجاسات) سے اسے دور نہ کردے؛ (اس مومن) کو اللہ تکبر اور جَبْر سے عافیت میں رکھتا ہے اور اس کی خُو [nature] کو نرم اور اخلاق کو حَسَن بنا دیتا ہے۔ اللہ اس کے چہرہ کو کشادہ کر دیتا ہے اور اس کی ذات میں وقار وسکینہ وخشوع (الی اللہ) کو پیدا کر دیتا ہے، اللہ اسے حرام سے مکمل پرہیز اور اپنی ناراضگی (والے کاموں) سے دور رہنے کی توفیق عنایت فرماتا ہے اور اسے انسانوں کی مودّت اور ان سے مجاملہ کا رزق عطا کرتا ہے اور اسے محفوظ رکھتا ہے (اس بات سے) کہ وہ انسانوں سے قطع تعلق کرے یا لوگوں سے جھگڑے اور تنازعہ (کے فتنوں) میں مبتلا ہوجائے [مومن کے لئے اللہ انسانوں کے قلوب میں محبت اور پسندیدگی کو قرار دیتا ہے اور اسے لوگوں کے شر اور ان کے ساتھ مخاصمہ سے محفوظ رکھتا ہے کیونکہ اپنے اطراف کے انسانوں سے مسلسل یا بہت زیادہ wrangling & quarelling مومن کو زندگی کا مقصد پورا نہیں کرنے دے گی]

اور وہ بندہ جس کی خلقت کی اصل کُفْر ہے وہ نہیں مرتا جب تک (خدا) اس کے لئے شَرْ کو محبوب نہ بنا دے اور جب شر انگیزی اس کے لئے پسندیدہ بن جاتی ہے تو وہ اس میں اپنا ٹھکانہ بنالیتا ہے اور پھر تکبر اور جبر میں مبتلا ہوجاتا ہے (جس کے نتیجہ) میں اس کا قلب قساوت کا شکار ہوجاتا ہے، اخلاق میں برائی پیدا ہوجاتی ہے، چہرے پر درشتگی [rudeness] آجاتی ہے اور اس (کافر) میں سے فحش ظاہر ہونے لگتا ہے اور اس کی حیا بہت کم ہوجاتی ہے۔ اللہ اس کے رازوں پر سے پردہ ہٹا دیتا ہے۔ وہ معصیت اور حرام کی سواری پر سوار ہو جاتا ہے اور ان میں ہی اپنی زندگی گذارتا ہے، اور اہل اطاعت پر مبغوض رہتا ہے [اللہ کی اطاعت کرنے والے اس کی نظر میں شدید ناپسندیدہ (لوگ) ہوتے ہیں] پس کتنی دوری ہے مومن اور کافر کے حال میں۔ اللہ سے عافیت کا سوال کرو اور اسے (خدا کی بارگاہ سے) طلب (بھی) کرو [یعنی تمہارا عمل اور کردار ایسا ہونا چاہئے کہ تمہیں اللہ کی بارگاہ سے عافیت نصیب ہو] **ولا حول ولا قوّة الّا باللہ**۔ اپنے نفس کو دنیا کی آزمائشات کے دوران مضبوطی سے صبر پر قائم رکھو کیونکہ (دنیا میں) پے درپے بلا اور اس کی سختیوں پر اللہ کی اطاعت وولایت اور اولی الامر کی ولایت کے سائے میں رہتے ہوئے، صبر؛ آخرت میں اللہ کے نزدیک بہترین عاقبت اور انجام کا سبب ہے (یہ بہت بہتر ہے اس سے کہ) انسان کو معصیت خدا کے ساتھ دنیا کا مُلک مل جائے (چاہے) جس کی نعمتیں بہت طولانی ہو جائیں اور اس کی لذتیں اور عیش بہت بڑھا ہوا ہو (لیکن) انسان ان کی ولایت واطاعت میں زندگی گذارے جن سے اس کو منع کیا گیا ہے۔ بے شک اللہ نے ان ائمہ کی ولایت (میں زندگی گذارنے) کا حکم دیا ہے جن کے بارے میں اپنی کتاب میں فرمایا ہے: **و جعلناھم ائمّة یھدون بامرنا** [ترجمہ: اور ہم نے انہیں ائمہ قرار دیا جو ہمارے اَمْر کے مطابق ہدایت کرتے ہیں]۔ اور وہی ہیں جن کی ولایت اور اطاعت کا اللہ نے حکم دیا ہے اور (ان کے خلاف) ائمہ ضلالت [گمراہی] ہیں۔

ائمہ ضلالت وگمراہی کے لئے اللہ نے فیصلہ کردیا ہے کہ دنیا میں اللہ کے اولیاء، جو آل محمد ﷺ میں سے ہیں، کے مقابلے میں ان کے لئے حکومتیں ہوں گی جن کی بنیاد پر وہ اللہ اور اس کے رسول کی معصیت کریں گے اور بالآخر عذاب کے مستحق ہو جائیں گے اور یہ بات ثابت ہو جائے کہ تم لوگ اللہ کے نبی محمد اور ان سے پہلے بھیجے گئے رسولوں کے (سچے) ساتھی ہو [ظالم حکمران مومنین کے ایمان کی سچائی اور صداقت کو test کرنا کا سبب اور وسیلہ ہیں] پس تدبر کرو ان واقعات پر جو اللہ نے اپنی کتاب میں بیان فرمائے ہیں کہ کس طرح انبیاء اور ان کی اتباع کرنے والے مومنین بلا وامتحان میں ڈالے گئے پھر تم اللہ سے سوال کرو کہ آسانی، سختی، تکلیف اور سکون (ہر حالت میں) تمہیں (توفیق) صبر عطا فرمائے جیسے تم سے پہلے مومنین کو عطا کیا تھا [آسانی اور سکون میں بھی صبر کی ضرورت پڑتی ہے خاص طور سے گناہ اور حرام سے بچنے کے لئے کیونکہ آسانی میں نفس گناہ اور اسراف کی طرف زیادہ مائل ہوتے ہیں] اور تم پر لازم ہے کہ تم اہل باطل کی جانب جھکنے اور مائل ہونے سے اپنے آپ کو بچا کر رکھو اور (مضبوطی) سے صالحین کی ہدایت اور طریقوں پر قائم رہو۔ (صالحین کی راہ کیا ہے؟) ان کا وقار اور سکینہ اور حلم اور خشوع اور اللہ کی حرام کی ہوئی چیزوں سے (مکمل) پرہیز اور ان کی سچائی اور وفا اور اللہ کی اطاعت کی راہ میں کوشش و جہاد۔ اگر تم اس راہ پر عمل نہ کر سکے تو اپنے رب کی بارگاہ میں اپنے سے پہلے گذرنے والے صالحین کی منزلت کو حاصل نہیں کر سکو گے۔

اور علم حاصل کر لو کہ بے شک اللہ جب کسی بندے کے لئے خیر کا ارادہ فرماتا ہے تو اسے اسلام کے لئے شرح صدر عطا کر دیتا ہے اور جب (شرح صدر) عطا ہو جائے تو بندے کی زبان حق کے لئے ناطق ہو جاتی ہے اور اس کا قلب حق سے منسلک [attach] ہو جاتا ہے اور وہ حق پر عمل کرتا ہے۔ جب یہ سب (بندے کی ذات میں) جمع ہو جائیں تو اس کا اسلام تمام [complete] ہو جاتا ہے اور اگر اسے اس حالت میں موت آجائے تو وہ اللہ کی بارگاہ میں حقیقی مسلم کی حیثیت سے پیش ہوگا۔ اور جس بندے لئے اللہ خیر کا ارادہ نہیں کرتا اسے اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے [اللہ کے ارادے کی بنیاد بندے کا پنا ارادہ ہوتا ہے کہ اس کی زندگی کا مقصد دنیا ہے یا آخرت۔ دیکھیں سورہ اسرا آیات ۱۸ ۔۲۰] [یہ سب سے خطرناک صورت حال اور عذاب سے بہت نزدیک ہے جب بندے کی من مانی کو اللہ کا نظام روکتا نہیں ہے اور انسان اپنے گناہوں کے راستے پر ایک سرکش گھوڑے کی طرح دوڑتا رہتا ہے] اور اس کے صدر [chest or breast] کو تنگ کر دیتا ہے کہ اگر اس کی زبان پر حق جاری بھی ہو تو اس کا قلب (حق سے) connect نہ ہو پائے اور جب قلب حق سے دور رہتا ہے تو اسے حق پر عمل کرنے کی توفیق بھی نہیں ملتی۔ اور جس کے لئے اس طریقہ سے (چیزیں) جمع ہو جائیں [کہ زبان پر تو حق ہو لیکن قلب و عمل حق سے محروم ہوں] تو اگر اسے موت آئے تو وہ منافقین کی حالت میں اللہ کی بارگاہ میں پہونچے گا اور اس کی وہ باتیں جو اس نے سچ کہیں تھیں لیکن ان پر نہ ایمان لایا اور نہ عمل کیا، خود اس کے خلاف حجت بن جائیں گی۔ پس اللہ کا تقویٰ اختیار کرو [ہوشیار اور خوفزدہ رہو، دقت سے کام لو کہ اللہ کے ساتھ معاملہ کھیل اور تفریح نہیں ہے] اور اس سے سوال کرو کہ تمہیں اسلام کے لئے شرح صدر عنایت کرے اور تمہاری زبان کو حق کے واسطے گویائی عطا فرمائے یہاں تک کہ تمہیں متوفی کر لے [تمہاری ارواح کو قبض کر لے] اور تم (مرتے دَمْ تک) اسی اچھی حالت پر باقی رہو۔ اور (اللہ سے یہ بھی سوال کرو) کہ تمہارا پلٹنا [دنیا سے لوٹ کر آخرت کی طرف جانا] ان مقامات کی طرف ہو جن کی جانب تم سے پہلے صالحین کو پلٹایا گیا و لا حول و لا قوۃ الّا باللہ و الحمد للہ رب العالمین۔

پس ہر وہ شخص جو اس بات سے مسرور [happy & pleased] ہو کہ اسے علم حاصل ہو جائے کہ اللہ اس سے محبت کرتا ہے (یا نہیں) تو وہ اللہ کی اطاعت پر عمل کرے اور ہماری [آل محمد ﷺ] اتباع کرے [اگر مسلمان کو توفیق نصیب ہو جائے کہ اس کے نفس میں سے گناہ کی طرف میلان (inclination) ختم ہو جائے، اطاعت خدا میں لذت محسوس ہو اور وہ اپنے عمل میں ہمیشہ معصوم کی سنت اور کردار کو مدنظر رکھے تو اسے سمجھ لینا چاہئے کہ ایسا بندہ اللہ کی نظر میں محبوب ہے] کیا تم نے خدائے عزّ و جل کا قول نہیں سنا: قل ان کنتم تحبون اللہ فاتّبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنو بکم (آل عمران ۳۱) [ترجمہ: کہہ دو (اے رسول) کہ (اے مسلمانو) اگر تم اللہ سے (واقعی) محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہوں کی مغفرت کر دے گا] [یعنی اللہ کی محبت زبانی دعویٰ نہیں ہے بلکہ اسے رسول اللہ کی مکمل پیروی اور اتباع کے ذریعہ سے ثابت کرنا پڑے گا، تب اللہ کی محبت اور مغفرت نصیب ہوگی] واللہ! کوئی بندہ اللہ کی اطاعت پر کبھی بھی قائم نہیں رہ سکتا مگر یہ کہ اللہ اپنی اطاعت میں اسے ہماری اتباع کے راستے سے داخل کرے اور واللہ کوئی عبد ہماری اتباع نہیں کرتا مگر یہ کہ اسے اللہ کی محبت نصیب ہوتی ہے اور قسم بخدا! کوئی عبد ہماری اتباع سے منہ نہیں موڑتا مگر یہ کہ وہ ہمارے بغض میں مبتلا ہو جاتا ہے اور واللہ کوئی ہم سے بغض نہیں رکھتا مگر یہ کہ وہ اللہ کی معصیت کا شکار ہو جائے اور جس نے اللہ کی معصیت میں اپنی زندگی کو ختم کیا [اسے معصیت سے توبہ کئے بغیر موت آ گئی] اسے اللہ رسوا کرے گا اور منہ کے بَلْ آگ میں گرا دے گا۔ والحمد للہ ربّ العالمین •

[اللہ کی اطاعت اور معصیت سے دوری، جس کا نتیجہ اللہ کی محبت کا حصول ہے؛ ایک شہر کی مانند ہے جس کا دروازہ رسول وآل رسول کی پیروی اور اتباع ہے۔ جو بھی ان کی راہ سے دور ہے وہ اللہ کی محبت کے شہر میں داخل ہی نہیں ہو سکتا۔ یہاں غور فرمائیں کہ بہت سارے لوگ ظاہراً آل محمد کو جانے بغیر ان کے پیروکار ہیں اور بہت سارے انسان آل محمد کے نام لیوا ہو کر ان کی اتباع سے دور ہیں۔ امامؑ نے بار بار اتباع اور اطاعت پر زور دیا ہے دیگر activities پر نہیں؛ بہت قابل توجہ ہے۔]

--------- یہاں امام جعفر صادقؑ کا اپنے اصحاب کو لکھا جانے والا مکتوب اختتام کو پہونچتا ہے ---------